# اہم نکات درسِ تفسیر القرآن

## سورۃ المائدہ، آیات 20 تا 26 — بتاریخ 1 جون 2026

مدرس: حضرت شیخ مولانا سید کاشف کریم نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

https://www.rememberallah.org/courses/tafseer-surah-al-maidah-part-59/

**سوال:**

بنی اسرائیل کے وہ دو افراد جن پر اللہ تعالیٰ نے خاص فضل فرمایا تھا، انہوں نے ایسا کیا عمل کیا تھا کی وجہ سے وہ اس فضل کے مستحق بنے؟ نیز کون سی غلطی ہماری نسبت کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتی ہے؟

**جواب:**

بنی اسرائیل کے تمام اشخاص پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تھیں۔ مثلاً سب کے پاس عقل تھی، ہاتھ پاؤں کی نعمت تھی، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انکو وقت کے دو نبیوں حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کی صحبت بھی میسر حاصل تھی۔ پھر بھی صرف دو اشخاص ایسے تھے جنہوں نے حضرت موسیٰؑ کی بات مانی، جبکہ باقی سب نے اس کے خلاف عمل کیا۔

یہ یقیناً ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل تھا۔ لیکن ان کا وہ عمل جو اسباب کے درجے میں اس فضل کی وجہ بنا ی تھا کہ انہوں نے اپنے شیخ، یعنی حضرت موسیٰؑ سے اپنی نسبت کو مضبوط کرنے پر محنت کی تھی، جسے ہم اوپر والی نسبت یا "ورٹیکل نسبت" بھی کہ سکتے ہیں۔

ان کی نسبت اپنی قوم کے دوسرے افراد، دوست رشتہ داروں سے بھی تھی، جسے ہم "ہوریزنٹل نسبت" کہہ سکتے ہیں، جو رکھنا بھی یقینا دین میں جائز ہے۔ لیکن چونکہ ان کی ورٹیکل نسبت، ہاریزنٹل نسبت سے زیادہ مضبوط تھی اس لئے انہوں نے سیدنا موسیٰؑ کی بات مان کر کسی سے قوم عمالقہ کی شان و شوکت کے بارے میں کچھ نہ کہا۔

عمل کی وجہ سے اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے اپنے فضل سے امتحان کے وقت ان کی حفاظت فرما دی، ر یہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے غضب سے محفوظ ہو گئے۔ جب کہ اس کے برعکس جو باقی دس سردار تھے نکے عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ انکی ہوریزونٹل نسبت انکی ورٹیکل نسبت سے زیادہ مضبوط تھی۔ اسی ے انہوں نے موسیٰؑ کی بات مان کر قوم عمالقہ کے حالات کو اپنی قوم سے مخفی رکھنے کی بجائے سب کے ساتھ اپنے تعلقات نبھانے کو زیادہ ترجیح دی اور بات آگے پھیلادی۔

چنانچہ ہم بھی اگر اپنی ہوریزونٹل نسبت پر تو محنت کریں، لیکن ورٹیکل نسبت پر محنت ہی نہ کریں یا کم کریں، تو شیطان اسی بظاہر جائز چیز کو استعمال کر کے ہماری اپنے بڑوں سے نسبت کو توڑنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

اہم نکتہ:

1. مرید کو اپنے شیخ کی صحبت کا فائدہ بھی اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب وہ اپنی ورٹیکل نسبت کو مضبوط کرنے کی محنت کرتا ہے۔ ہوریزنٹل نسبت لوگوں کے ساتھ بنانا بھی دوسرے درجے میں ایک اچھی بلکہ قابل تعریف چیز ہے۔ لیکن ہمیں اپنی ورٹیکل نسبت کو ہوریزنٹل نسبت سے زیادہ مضبوط بنانا ہے اللہ سے اسکی مضبوطی کی دعا مانگ کر اور اسکے تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش

کرکے)۔ شیطان ورٹیکل نسبت کو توڑنے کی کوشش کرتا ہے اور اس کے لئے موقع ملے تو مریدوں کی باتوں کے ذریعے سے ہی مرید کے دل میں شیخ کے بارے میں بدگمانی پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے، تو اس مشکل امتحان کے وقت ورٹیکل نسبت کی مضبوطی مرید کی حفاظت کرتی ہے۔ ورنہ بدگمانی پیدا ہو جاتی ہے اور یہ نسبت ٹوٹ جاتی ہے اور شیطان اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

---

**سوال:**

جب کوئی حکومت کسی جسمانی ڈاکٹر (طبیب) کو لوگوں کے علاج کے لیے کسی مقام پر تعینات کرتی ہے تو اسے کن سہولیات اور کس نوعیت کی مدد کے ساتھ بھیجتی ہے؟

**جواب:**

جب کوئی حکومت کسی جسمانی ڈاکٹر کو لوگوں کے علاج کے لیے کسی مقام پر تعینات کرتی ہے تو اس ڈاکٹر کو خالی ہاتھ نہیں بھیجتی، بلکہ اسے تربیت دیتی ہے، ایم بی بی ایس کی سند دلواتی ہے، سینئر ڈاکٹروں کے تحت پریکٹس کرواتی ہے اور ضروری آلات وسہولیات فراہم کرتی ہے جن سے وہ عوام کے امراض کی صحیح تشخیص اور علاج کر سکے۔

اگر اچھی حکومت ہو تو وہ ڈاکٹر کو اسٹیتھوسکوپ کے علاوہ سی ٹی اسکین، ایم آر آئی وغیرہ کی مشینیں جیسے تشخیصی آلات (Diagnostic Equipment) بھی دے کر بھیجتی ہے۔ اور اگر بہت اچھی حکومت ہو تو پورا ہسپتال ہی قائم کر کے بھیجتی ہے تاکہ مریضوں کا علاج بہتر اور مکمل طور پر ہو سکے۔

---

## سوال:

جب اللہ تعالیٰ کسی روحانی معالج (یعنی شیخ) کو لوگوں کی اصلاح اور علاجِ باطن کے لیے بھیجتے ہیں تو ہمارا اس کے ساتھ کیا رویہ ہونا چاہیۓ اللہ تعالیٰ ان کی کس طرح مدد فرماتے ہیں؟ اور حقیقی علمِ کامل کس کے پاس ہے؟

## جواب:

جب ایک دنیوی حکومت اپنے بیمار عوام کے علاج اور دیکھ بھال کے لیے ڈاکٹر کو تربیت اور ضروری سہولیات کے ساتھ بھیجتی ہے، تو پھر اللہ تعالیٰ جو اپنے بندوں پر نہایت شفیق و مہربان ہیں، ـے بندوں کی روحانی بیماریوں کے علاج کے لیے کسی شیخ طریقت کو بغیر تیاری اور مدد کے کیسے ا نکے درمیان بھیج سکتے ہیں۔ بلکہ وہ بھی خوب اچھی تربیت، صلاحیتوں اور اپنی خاص مدد کے ساتھ بھیجتے ہیں۔

لیکن اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا علاج معالجہ کا نظام مریض کی طلب اور فکر کے مطابق چلتا ہے اور یہ ریئل ٹائم میں چلتا ہے۔یعنی جس وقت جس قسم کا مریض ہوگا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوگا اور اس روحانی ڈاکٹر کے دل میں یہ بات ڈال دی جائے گی کہ اس مریض کو کیا بیماری ہے، اس کا علاج ـے کرنا ہے، اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ مریض کے اندر اصل میں کیا چل رہا ہے جو کہ وہ اپنی زبان سے بیان نہیں کر رہا۔

ھی حضرت مرشدِ عالم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر مرید 420 ہوتا ہے تو شیخ 840 ہوتا ہے۔ لیکن اس میں شیخ کا اپنا کوئی کمال نہیں ہوتا، بلکہ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب حقیقتِ حال سے واقف ہوتے جیسےکوئی اِسکی طلب کو دیکھتے ہوئے روحانی

ماریوں سے شفاء دینا چاہتے ہیں اسکے احوال شیخ صاحب پر کھول دیتے ہیں تاکہ وہ اچھے سے اسکو علاج کے لئے گائڈ کرسکے۔

ی علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، جو ہمارا پروردگار ہے۔ شیخ اللہ تعالیٰ کا کام کر رہے ہوتے ہیں اور تعالیٰ اپنے علم کے ذریعے ان کی رہنمائی فرما رہے ہوتے ہیں۔

---

سوال:

ایک مریض یا مرید کا اپنے معالج یا مرشد کے ساتھ کیا رویہ ہونا چاہیئے اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا کیا اصول ہے؟

جواب:

ایک مریض یا مرید کا اپنے معالج یا مرشد کے ساتھ یہ رویہ ہونا چاہیے کہ میرے شیخ اللہ تعالیٰ کی طرف سے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شیخ کے واسطے سے میرا علاج کرنا ہے، اور یہاں احکم الحاکمین خود اس معاملے میں شامل ہیں۔ اس لیے ہمیں اس نعمت کی قدر کرنی چاہیے اور شیخ کی اطاعت کرنی چاہیے۔

اس بارے میں اصول یہ ہے کہ جتنی بڑی نعمت ہوتی ہے، اس کی شکرگزاری پر ثواب اور جزا بھی اتنی ہی زیادہ ملتی ہے، اور اس کی ناشکری پر سزا بھی اتنی ہی سخت ہوتی ہے۔ اگر ہم شیخ والی نعمت کی قدر کریں گے تو ہمیں وہ جزا ملے گی جو کسی دوسرے کو نہیں مل سکتی جس کو اللہ نے یہ نعمت نہیں دی، اور اگر ہم اس نعمت کی ناقدری کریں گے تو ہمیں سزا بھی اسی قدر زیادہ ملے گی۔

اہم نکتہ:

جس انسان کو اللہ نے شیخ والی نعمت عطا فرما دی ہو، اسے اس نعمت کی قدر کرنی چاہیے اور اس سے اپنی اصلاح کروا لینی چاہیے یہی اس نعمت کی قدر دانی ہے۔ اگر اس معاملے میں کوتاہی، یا مکاری سے کام لیا گیا تو نعمت کی ناقدری کی وجہ سے اس کی سزا ان لوگوں سے زیادہ ہو سکتی ہے جنہیں یہ نعمت حاصل ہی نہیں ہوئی۔

---

سوال:

ت موسیٰؑ اپنی قوم کے نامناسب رویے کے باوجود کس کیفیت میں رہے؟ اس سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

جواب:

ت موسیٰؑ اپنی قوم کے نامناسب رویے سے رنجیدہ ہوئے، لیکن اس کے باوجود وہ اس کام پر استقامت کے ساتھ قائم رہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا تھا۔ انہیں دکھ ہوا، لیکن ان کی نظر ی اور اللہ سے اجر کی امید رکھتے تھے۔ وہ انسانوں سے اجر کی امید نہیں رکھتے تھے، لیکن دکھ کے باوجود ان کے ساتھ خیرخواہی کرتے رہے جو سراسر دین ہے۔ (الدین النصیحہ - حدیث)

اہم نکتہ:

ے نبی یا ان کے وارث کو لوگوں کی اذیت سے دکھ ہوتا ہے کیونکہ ان کے سینے میں بھی دل ہوتا ہے، لیکن یہ دکھ ان کے رجوع الی اللہ میں کمی کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ البتہ انکو اذیت دینے والا خود نقصان اٹھاتا ہے۔